حی علی الفلاح

سباس گل



"اٹھ جاؤ نیند کے مارو، فجر کی نماز کا وقت ہو گیا ہے۔" دادی نے نوید اور ولید کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹا کر کہا۔

"کیا ہے دادی؟ ابھی تو آنکھ لگی تھی اور آپ لگیں دروازہ پیٹنے۔" نوید نے کسمسا کر آنکھیں کھولتے ہوئے کہا۔

"نماز پڑھو اٹھ کے اذان ہو رہی ہے۔" دادی نے پھر اپنی بات دہرائی، نوید جھنجلا کر اٹھ بیٹھا اور دروازہ کھولتے ہوئے بولا۔

"دادی! سوائے فجر کے نماز کے کوئی نماز پڑھتی ہیں کیا؟ دن رات تو کیبل پر فلمیں، ڈرامے، ناچ گانے کے پروگرام دیکھ کے ٹائم پاس کرتی ہیں، فجر کی نماز پڑھ کر دن چڑھے تک سوئی رہتی ہیں۔"

"یعنی تم نماز نہیں پڑھنے والے۔" دادی کھسیانی سے ہو گئیں، اپنی مصروفیات کی تفصیل پوتے کی زبان سے سن کر۔

"نہیں ہمارے حصے کی بھی آپ ہی پڑھ لیں۔" نوید اٹھ کر کمرے کا دروازہ کھول دیا دادی کمرے میں داخل ہو گئیں اور ان دونوں کو گھورنے لگیں، ولید تو مزے سے سو رہا تھا اب تک، نوید جھنجلایا ہوا بیٹھا تھا۔

"ہاں آں...... تمہارے حصے کا مر بھی میں جاؤں گی قبر میں منکر نکیر آئیں گے تو حساب کتاب بھی میں ہی دے دوں گی تمہاری جگہ...... یاد رکھو بیٹا، تم سب نے اپنی اپنی قبر میں جانا ہے، اپنی اپنی نمازوں کا، سجدوں کا تسبیحوں کا حساب ہمیں خود ہی دینا ہے۔" دادی نے سپاٹ لہجے میں انہیں احساس دلانے کی کوشش کی۔

"اُفوہ، صبح صبح درس دینا شروع کر دیا دادی نے، چل یار ولید اٹھ پڑھ لے نماز، اتنے بڑے واعظ کے بعد نیند ویسے ہی اڑ گئی ہے، آنکھ دوبارہ لگ بھی گئی تو فرشتے خواب میں آ، آ کے جرم گنوائیں گے۔" ولید خود کلامی کرتا آنکھیں ملتا ہوا اٹھ بیٹھا۔

"سمجھ میں نہیں آتا اس قوم کا آخر قبلہ کب درست ہوگا؟ کاروبار میں رات گئے تک مصروف رہتے ہیں لوگ نماز روزے سے غافل، تہجد کے لئے اٹھا نہیں جاتا کسی سے اور کاروبار کے واسطے راتوں کو اٹھ اٹھ کر میٹنگیں اٹینڈ ہوتی ہیں، حد ہے بے حسی کی ادھر ظہر کی اذان ہوئی ادھر سارا بازار کھل گیا، نماز کے وقت دکانداری کرنے چل پڑے تو برکت کہاں سے آئے گی کمائی میں؟"

"برکت کے لئے آپ جو گھر میں موجود ہیں دادی۔" نوید نے مسکراتے ہوئے کہا ولید وضو کرنے چلا گیا تھا۔

"قبر میں پیر لٹکائے بیٹھی ہیں لیکن نامہ اعمال میں دبنگ ٹو، دھوم تھری اور ڈرٹی پکچر زاور چکنی چمیلی لکھوا رہی ہیں، واہ دادی، آپ کے تو فرشتے بھی آب آب ہوتے ہوں گے ایسے تھرلنگ، رومینٹک اور میوزیکل اعمال کے احوال لکھتے ہوئے، بلکہ انجوائے کرتے ہوں گے۔"

"فرشتوں کو تو بخش دیا کرو کم بختو! ہر وقت مذاق، کفر بکنے سے توبہ نہ کریو۔" دادی نے غصے سے کہا۔

"بخشے تو ہم جائیں گے فرشتوں کے لکھے پر، اچھے یا برے لکھے پر۔" نوید نے مسکراتے ہوئے کہا دادی ہاتھ میں پکڑی تسبیح کا ایک ایک دانہ بڑی تیزی سے گرا رہی تھیں۔

"اچھے یا برے لکھے پہ نہیں، اچھے یا برے کیے پہ۔"

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

"ناری سے یاد آیا نیہا کئی دن سے نظر نہیں آ

رہی۔" نوید نے ایکدم سے یاد آنے پر متفکر انداز میں کہا۔

"مل گیا ہو گا تجھ سے زیادہ ہینڈسم اور مالدار لڑکا بلکہ مرغا۔" دادی نے مذاق سے کہا۔

"وہ محبت کرتی ہے مجھ سے۔" نوید نے بتایا۔

"او مجنوں۔" ولید نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"سچی اس نے مجھے آئی لو یو بولا تھا۔" نوید نے شرماتے ہوئے بتایا۔

"یا تو اس کی آنکھیں خراب ہیں یا دماغ خراب ہے۔" ولید نے شرارت سے کہا تو دادی بولیں۔

"یہ دوسری والی بات دل کو لگتی ہے۔" اور اس بات پر ولید خوب محظوظ ہو کر ہنسا، نوید نے اسے گھورا۔

"ایک تو بیلنس نہیں ہے میرے موبائل میں صبح ہوتے ہی پہلا کام بیلنس لوڈ کرانے کا کروں گا پھر نیہا کو فون کروں گا، کیسے دل پسند ایس ایم ایس سینڈ کرتی ہے وہ ہائے۔" نوید موبائل اٹھا کر میسج دیکھتے ہوئے مگن انداز میں مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا، دادی کی موجودگی کا اسے خیال ہی نہ رہا تھا جیسے۔

"کبھی قرآن پاک کو بھی اتنے ہی دھیان، شوق اور محبت سے پڑھ کے دیکھو، جتنے دھیان سے ایس ایم ایس پڑھتے ہو، بیلنس لوڈ کرانے جس طرح تیزی سے بھاگتے ہو اسی طرح نماز کے لئے بھی بھاگو تو پتا چلے نا کہ تم مسلمان ہو، کبھی بیلنس کی طرح نماز کی فکر بھی کر لیا کرو، موبائل کی رنگ ٹون سن کر سوتے سے جاگ جاتے ہو اذان کی آواز سن کر جاگتے ہوئے موت آتی ہے تمہیں، موبائل کی آواز پہ دوڑے چلے آتے ہیں، اذان کی آواز سنی ان سنی کیے جاتے ہیں، زندگی ہمیشہ نہیں رہے گی بیٹا، زندگی کا نیٹ ورک تو ایک دن فیل ہو ہی جائے گا، یہ نہ ہو کہ تم آخرت میں بھی فیل ہو جاؤ، کیونکہ نماز کو چھوڑنا، اللہ کو ناراض کرنا ہے، تمہیں سمجھانا، راہ دکھانا، نماز کے لئے جگانا میرا کام تھا، آگے تم خود سمجھدار ہو، جنت یا جہنم، کنجی تمہارے اپنے ہاتھ میں ہے، یاد رکھو نماز جنت کی کنجی ہے۔"

"جنت کے لالچ میں ہم نماز پڑھیں، چہ چہ، کتنی بری بات ہے نا دادی۔" نوید نے بے نیازی سے کہا۔

"ڈر فتنے منہ تیرا، کوئی کام کی بات تیرے شیطانی دماغ میں نہیں گھسنے کی، تو، تو بس اپنی نیند اور نیہا کی فکر کر، آخرت میں جب سانپ، بچھو کاٹیں گے ناں تب تجھے دادی کی یہ باتیں یاد آئیں گی۔" دادی غصے سے کہتی کمرے سے نکل گئیں اور نوید پھر سے کمبل تان کر لیٹ گیا، دور کی مسجد سے موذن کی آواز اب بھی آ رہی تھی۔

"نماز نیند سے بہتر ہے۔"

"الصلاۃ خیر من النوم۔"

"حی علی الفلاح۔"

"آؤ بھلائی کی طرف۔"

☆☆☆

حمید اختر اور صفیہ بیگم کا گھرانہ چھ افراد پر مبنی تھا، حمید اختر، ان کی بیوی صفیہ بیگم، تین بچے بیس سالہ نوید، اکیس سالہ ولید اور بائیس برس کی ذویا، نوید اور ولید دونوں انجینئرنگ یونیورسٹی میں پڑھ رہے تھے، پڑھائی سے زیادہ غیر نصابی سرگرمیوں میں ان کا ٹائم زیادہ گزرتا تھا، ذویا دو سال سے اسکول میں ملازمت کر رہی تھی اور اس کے اے گریڈ میں ایم اے انگلش کیا تھا، بی ایڈ بھی کیا ہوا تھا لہٰذا اسے چند ماہ پہلے ہی سرکاری

اسکول میں ملازمت مل گئی تھی اور وہ ماہانہ بائیس ہزار تنخواہ لے رہی تھی، حمید اختر محکمہ انہار میں ملازم تھے، ان کی تنخواہ میں گھر کے اخراجات بمشکل پورے ہوتے تھے۔

حمید اختر نے ایک دکان کرایے پہ دے رکھی تھی جس کی آمدنی سے نوید اور ولید کی یونیورسٹی کی فیس دی جا رہی تھی اور دیگر اخراجات پورے ہو رہے تھے، ذویا بھی اپنی تنخواہ کا کچھ حصہ گھر میں صفیہ بیگم کو دیتی تھی، اس نے اپنی کالج کی فیس خود اپنی محنت کی کمائی سے ادا کی تھی۔

بی اے سے بی ایڈ اور ایم اے تک ذویا نے اپنے تعلیمی اخراجات خود اٹھائے تھے اور اب صفیہ بیگم اس کی تنخواہ میں سے ہی اس کے جہیز کے لئے کچھ نہ کچھ خرید کر رکھ لیتی تھیں، یوں سب ہی آپس میں شیر و شکر اور خوش تھے مگر کچھ عرصے سے گھر کا نظام کچھ الٹ پلٹ سا ہو گیا تھا، کھانا پکانے سے لے کر گھر کی صفائی ستھرائی تک کوئی بھی کام وقت پر نہیں ہوتا اور کبھی کبھی تو عین ناشتے کے وقت حمید اختر اپنے کپڑے استری نہ کیے جانے پر واویلا مچا رہے تھے، کبھی نوید کو اپنی من پسند شرٹ میلی ملتی تو کبھی ولید کو اپنے موزے نہیں مل رہے، رہی ذویا تو اسے اپنا ہر کام خود سے کرنے کی عادت شروع سے ہی تھی لہٰذا وہ سب سے پہلے تیار ہو کر سب کے لئے ناشتہ بنا کر ٹیبل پر موجود ہوتی تھی، حمید اختر شام میں گھر آتے تھے لہٰذا اب دوپہر کا کھانا بھی ان کے آنے تک بنتا تھا، نوید، ولید کبھی جلد آتے تھے کبھی دیر سے اور ذویا اسکول کی چھٹی کے بعد دو بجے گھر پہنچتی تھی اور اسے شدید بھوک لگ رہی ہوتی تھی مگر کچن میں خالی برتن اس کا منہ چڑا رہے ہوتے اور کئی بار تو صبح کے ناشتے کے برتن بھی اسی طرح گندے پڑے ہوتے اور ان گندے برتنوں پر مکھیاں بھنبھنا رہی ہوتیں، یہ دیکھ کر ذویا کا دماغ گھوم جاتا۔

گھر میں بدنظمی اور گندگی اس دن سے ہونا شروع ہوئی تھی جس دن سے گھر میں کیبل لگی تھی، پہلے صرف ایک چینل تھا، رات آٹھ بجے ڈرامہ لگتا تھا، نو بجے خبرنامہ آتا تھا، حمید اختر خبرنامہ سنتے ہی سونے کے لئے چلے جاتے اسی طرح گھر کے تمام افراد دس بجے تک اپنے اپنے بستروں میں گھس جاتے تھے، رات کو جلدی سوتے تھے تو صبح جلدی بیدار ہوتے ہیں فجر کے نماز ادا کرتے قرآن پاک کی تلاوت کرتے، آرام کرتے اور ناشتے کے بعد اپنے اپنے کاموں میں لگ جاتے، لیکن جس دن سے کیبل لگی تھی، ہر کوئی ٹی وی کے سامنے بیٹھا نظر آتا، دادی کیا اور صفیہ بیگم کیا، گھر کی عورتیں دن رات ٹی وی کے سامنے بیٹھی رہتیں، نہ گھر کی صفائی کا خیال، نہ کھانا پکانے کی فکر۔

کام والی آ کر جھاڑو پوچا کر جاتی تو کر جاتی ورنہ وہ بھی نہ ہوتا، کپڑوں کا ڈھیر لگ جاتا مگر صفیہ بیگم کو واشنگ مشین لگانے کی فرصت نہ ملتی کہ وہ تو حرے سے صوفے پر براجمان انڈین چینلو کے ڈرامے اور شوز دیکھا کرتیں، یہی نہیں دادی بھی ہاتھ میں تسبیح پکڑے ان کے ساتھ ٹی وی دیکھا کرتیں اور جہاں کوئی رومانوی یا فحش سین آتا توبہ توبہ کرنے لگتیں اور استغفار پڑھتی ہوئی تسبیح کے دانے تیزی سے گراتی جاتیں، ڈرامے اور ناچ گانے کے پروگرام کی لڑکیاں کے مختصر لباس پر اوئی اللہ، ہائے اللہ، "اف کیسی بے شرم ہیں یہ انڈین لڑکیاں، کپڑے تو پہننا پسند ہی نہیں کرتیں۔"

جیسے تبصرے بھی کرتیں جاتیں اور تو اور وہیں بیٹھی بیٹھی مالٹے، سنگترے اور مونگ پھلیاں بھی کھاتی جاتیں اور چھلکے پورے لاؤنج میں بھٹکتے پھرتے، پھوہڑ پن اور کام چوری کا ثبوت پیش کرتے نظر آتے تھے، لائیٹ چلی جاتی تو فوراً جنریٹر آن کر لیا جاتا۔

ڈرامے تو ڈرامے انڈین فلمیں تک کئی کئی بار دیکھی جاتیں، دن بھر صفیہ بیگم اور دادی ٹی وی کی جان نہ چھوڑتیں اور شام میں نوید اور ولید کے ہاتھ میں ٹی وی کا ریموٹ آ جاتا وہ اپنی مرضی کے انگلش فلموں کے چینلز اور اسپورٹس چینلز لگا لیتے، نو بجے حمید اختر خبریں سنا کرتے اور دس بجے ریموٹ پھر سے نوید، ولید کے ہاتھ میں ہوتا، کئی بار ان دونوں کے بیچ بھی جھگڑا ہو جاتا، نوید کو اس عمر میں بھی کارٹون چینل دیکھنا ہوتا اور ولید کو کرکٹ میچ دیکھنے کی تمنا ہلکان کر رہی ہوتی تھی۔

رات کے دو تین بجے تک وہ دونوں ٹی وی دیکھتے یا اپنے کمپیوٹر پر کیبل کے چینلز دیکھتے، صفیہ بیگم تو شوہر کی وجہ سے دس بجے اپنے کمرے میں چلی جاتیں، مگر دادی رات گئے ٹی وی دیکھا کرتیں، دادی نمازی بھی پانچ وقت کی تھیں مگر کیبل کے چینل دیکھ دیکھ کر ساری عبادت برابر کر دیا کرتیں، کہنے کو وہ دین اور دنیا ساتھ ساتھ لے کر چل رہی تھیں، حقیقتاً وہ اپنی آخرت کی کمائی کم رہی تھیں وہ بھی نیک کمائی۔

اور صفیہ بیگم شروع شروع میں جب کیبل لگی تھی تو دیکھنے کے شوق اور جنون میں جلدی جلدی سارے کام نپٹا لیا کرتی تھیں تاکہ سکون سے بیٹھ کر ڈرامے وغیرہ دیکھ سکیں لیکن آہستہ آہستہ انہوں نے ہر کام سے ہاتھ کھینچ لیا، ناشتہ ذویا بناتی تھی، گھر آ کر دوپہر کو اکثر روٹیاں بھی اسے ہی پکانی پڑتی تھیں سالن شام کو پکتا تھا، کیونکہ حمید اختر تو رات کو ہی گھر کھانا کھایا کرتے تھے، نوید، ولید جلدی گھر آ گئے تو ایک دن پہلے کا بچا سالن دے دیا ورنہ وہ بھی باہر سے کچھ کھا لیتے کئی بار وہ غصے میں ماں پہ برستے کہ کھانا تک تیار نہیں ملتا ان کو، تب صفیہ بیگم بڑبڑاتی ہوئی تیزی سے ہاتھ چلاتیں اور انہیں تازہ چپاتیاں ڈال دیتیں اور فریزر میں سے کباب نکال کر فرائی کر دیتیں، ذویا کو کباب پسند تھے اس لئے وہ چھٹی کے دن کبھی کبھار کافی سارے کباب بنا کر فریز کر دیا کرتی تھی جو ایسے ناگہانی مواقع میں کافی سہارا دیا کرتے تھے دوسرے لفظوں میں یہ کہنا درست ہوگا کہ آگ پر پانی ڈالنے کا کام کرتے تھے، ذویا کو اس ساری صورتحال پر بہت غصہ آیا کرتا تھا مگر ضبط کر جاتی تھی، بھوک سے بے حال ہوتی وہ گھر پہنچتی تھی اور گھر میں کھانا ہی نہیں پکا ہوتا تھا، اس کا دل چاہتا کہ کیبل کٹوا دے یا ٹی وی توڑ ڈالے، مگر سوائے صبر و ضبط کے مظاہرے کے وہ کچھ بھی نہ کر پاتی۔

☆☆☆

ذویا اسکول سے گھر لوٹی تھی، شدید بھوک لگ رہی تھی، چینج کر کے باورچی خانے میں آئی تو کچھ پکا ہوا نہیں تھا وہ وہیں سے صفیہ بیگم کو آواز دے کر پوچھنے لگی۔

"امی! کھانا نہیں پکایا گیا؟"

"کل کا سالن رکھا ہے فریج میں وہ گرم کر لو اور ڈبل روٹی کے ساتھ کھا لو۔" صفیہ بیگم نے لاؤنج میں بیٹھے بیٹھے ہی ٹی وی پر نظریں جمائے جواب دیا۔

"امی! سالن خراب ہو گیا ہے صبح سے تو باہر رکھا تھا نجانے فریج میں کب رکھا ہو گا آپ نے؟" ذویا نے فریج کھول کر سالن کی پلیٹ نکال کر سونگھی تو بساند آنے پر منہ بنا کر بولی۔

"صبح بھی ایک کپ چائے کے ساتھ ایک سلائس کھا کے گئی تھی، آخر آپ سارا دن کیا کرتی

ہیں؟"

"ٹی وی دیکھتی ہیں۔" نوید اسی وقت اندر داخل ہوا اس کی بات سن کر بولا، ذویا کچن سے باہر نکل آئی۔

"ایک تو اس کیبل نے ہمیں ہر طرح سے ڈس ایبل کر کے رکھ دیا ہے۔"

"ہاں تو کیا کریں؟ بجلی بار بار جاتی ہے فریج تو جنریٹر پر نہیں چلتا، فریج میں کچھ بھی رکھو خراب ہو جاتا ہے اور ادھر ڈرامے کی قسط بھی نکل جاتی ہے۔" صفیہ بیگم بولیں۔

"امی! ایک ڈرامہ دن میں چار سے پانچ بار ریپیٹ ہوتا ہے، ہر بار دیکھنا فرض ہے کیا؟ جو فرض ہے وہ پانچ بار بھی ادا نہیں ہوتا۔"

"اچھا اب میری ماں بننے کی کوشش مت کرو، دو روٹی ڈال لے تو اپنے لئے۔" صفیہ بیگم نے تلخ اور درشت لہجے میں کہا تو وہ دوبارہ باورچی خانے میں چلی گئی اور چولہا جلا کر توا رکھ دیا، فریزر میں سے آٹا نکالا اور پیڑے بنانے لگی، اس کا موڈ امی کے رویے کی وجہ سے سخت خراب ہو چکا تھا۔

"اب اپنے لئے روٹی پکا ہی رہی ہے تو، ہمارے لئے بھی ایک ایک پھلکا ڈال لیجیو۔" صفیہ بیگم کی آواز اس کے کانوں میں پڑی تھی اور اس کے ہاتھ تیزی سے چلنے لگے تھے۔

"مجھے آملیٹ بھی بنا دو بہنا۔" نوید نے ذویا سے کہا۔

"انڈے تو خوب لا رہے ہو آج کل تم، ابو کو پتا چلا نہ تو تمہیں لگ پتا جائے گا، سٹار پلس کے ڈرامے دیکھ کر پیپرز میں اسٹار آنا بند ہو گئے ہیں، یہاں دن میں تارے نظر آنے لگے ہیں اب تو مگر ہماری امی دادی کو پروا ہے نہ احساس، جب سے منحوس کیبل لگی ہے نا ان کے تو مزاج ہی بدل گئے ہیں، دادی کو دیکھو نمازیں بھی پڑھتی ہیں ناچ گانا، فلمیں بھی دیکھتی ہیں۔"

"میٹھا پورا رکھتی ہیں دادی بھی۔" نوید نے ذویا کی بات سن کر مسکراتے ہوئے کہا ذویا نے اسے روٹی اور آملیٹ ٹرے میں رکھ کر دیا، امی اور دادی کے لئے بھی روٹی اور آملیٹ بنایا اور انہیں کھانا وہیں ٹی وی لاؤنج میں کھانا دے آئی۔

"امی! کم از کم دوپہر کا کھانا تو پکا لیا کریں اسکول سے آتی ہوں تو بھوک لگی ہوتی ہے یہ ڈرامے رات میں دیکھ لیا کریں۔"

"رات میں کیا خاک دیکھ لیا کریں، تمہارے ابو وہ نیوز چینل اور ٹاک شوز دیکھنے بیٹھ جاتے ہیں، یہ موئے سیاستدان کم بخت چھ چھ آدمی ایک ساتھ گلا پھاڑتے ہیں کوئی کسی کی نہیں سنتا، ایسے پڑھے لکھے جاہلوں کو سن کر اپنا اخلاق خراب کرنے سے بہتر ہے آدمی کوئی فلم یا ڈرامہ دیکھ لے۔" صفیہ بیگم نے سنجیدگی سے کہا۔

"فلم، ڈرامے کون سا اخلاق سدھار رہے ہیں؟" ذویا نے جل کر کہا۔

"اس میں تو بوڑھی روح حللول کر گئی ہے اب بندہ انٹرٹینمنٹ بھی نہ کرے۔" دادی نے کہا تو نوید ہنس کر بولا۔

"بالکل دادی! انٹرٹینمنٹ کے لئے کچھ بھی کرے گا۔"

"اذان ہو رہی ہے کم از کم اذان کے وقت تو ٹی وی کی آواز بند کر دیا کریں، کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی، نیکی تو کسی سے ہوتی نہیں ہے، گناہوں کا ذخیرہ کیے جا رہے ہیں۔" ذویا نے اذان کی آواز سن کر سر پہ دوپٹہ اوڑھتے ہوئے بیزاری سے کہا اور نماز کے لئے اٹھ گئی، وہ تینوں ایک دوسرے کو دیکھ کر نظریں چرا گئے۔

گھر میں بے ترتیبی اور بدنظمی کی یہی روٹین جاری تھی، شام کو جب حمید اختر کے گھر آنے کا وقت ہوتا تو تب صفیہ بیگم اور دادی ٹی وی کے آگے سے اٹھتیں، صفیہ بیگم ٹی وی لاؤنج میں پھیلا گند سمیٹتیں اور کچن میں جھانکتیں، دادی اپنے کمرے میں جا کر لیٹ جاتیں۔

☆☆☆

ذویا کو آج پھر وہی بے نیازی دکھائی دے رہی تھی، اسکول سے واپسی پر ٹی وی لاؤنج میں چائے کی خالی کپ مونگ پھلی اور سنگترے کے چھلکے بسکٹ کے ریپرز بکھرے دکھائی دیئے تو اسے یقین نہ آیا کہ یہ وہی گھر ہے جو ایک سال پہلے تک صاف ستھرا دکھائی دیتا تھا، ہر چیز ترتیب اور سلیقے سے اپنی صحیح جگہ پر رکھی ہوئی ملتی تھی، کھانا، ناشتہ وقت پر تیار ملتا تھا، مگر ایک سال سے جب سے یہ منحوس کیبل لگوائی گئی تھی تب سے کچھ بھی پہلے جیسا نہ رہا تھا۔

سلیقے اور صفائی میں ماہر صفیہ بیگم اب پھوہڑ پن کاہلی اور کام چوری کی تصویر بنی رہتی تھیں، دادی جو گھر کے کاموں میں ان کا ہاتھ بٹایا کرتی تھیں ان کو نماز، روزے کی تاکید کیا کرتی تھیں، قرآن پاک کی تلاوت کیا کرتی تھیں، اب انہیں اپنے سوپ ڈرامہ سیریلز کی فکر رہتی تھی، کبھی ہوا صبح کے وقت نوید، ولید کو جگانے پہنچ گئیں کیونکہ تب تک وہ خود بھی ٹی وی دیکھ رہی ہوتی تھیں، اللہ جانے کون کون سے چینل دیکھا کرتی تھیں دادی کے ان کو اپنی وہ پوتی ذویا جو مشرقی حسن و حیا کا پیکر دکھائی دیتی تھی، اب وہی ذویا انہیں بوڑھی روح دکھائی دینے لگی تھی، کیبل کے چینل نے ان کے انداز فکر بھی بدل کر رکھ دیئے تھے۔

"امی! آج بھی کھانا نہیں پکایا آپ نے؟" ذویا نے تھکے ہوئے لہجے میں ان سے پوچھا وہ بہت مگن تھیں ڈرامہ دیکھنے میں اس کی جانب دیکھے بنا بولیں۔

"چاول ابالے تھے فریج میں کل کی دال اور چٹنی رکھی ہے وہی ڈال کے کھا لو۔"

"اور ابو کیا کھائیں گے؟" ذویا نے سلگ کر سوال کیا۔

"تمہارے ابو، رات کو ہی آئیں گے جب تب تک تم چکن قورمہ بنا لینا۔" صفیہ بیگم نے اپنی نظریں بدستور ٹی وی پر رکھتے ہوئے جواب دیا تو وہ تپ کر بولی۔

"اور آپ کیا کریں گی؟"

"ڈرامہ دیکھوں گی اور کیا کروں گی دکھائی نہیں دیتا کیا، چلو اب تنگ مت کرو۔" صفیہ بیگم نے مونگ پھلی چھیلتے ہوئے تیز لہجے میں کہا تو جہاں ذویا کا دل دکھ اور غصے سے بھر گیا تھا وہاں دادی نے زچ آ کر کہا۔

"چپ بھی کرو تم دونوں، ڈرامہ سننے دو مجھے۔"

"ان ڈراموں کے پیچھے سارے گھر کا حال بے حال کر رکھا ہے آپ نے، کیا فائدہ ایسے ڈرامے دیکھنے کا جو آپ میں کوئی سدھار ہی نہ لا سکیں اور دادی! آپ بھی اپنی آخرت خوب ہری کر رہی ہیں، فرشتوں کو شیلا کی جوانی کے قصے سنایئے گا۔" ذویا نے تپ کر سپاٹ لہجے میں کہا۔

دادی نے اس کی طرف دیکھا وہ بائیس برس کی سرخ و سفید رنگت، دلکش نین نقوش کی مالک بہت خوبصورت لڑکی تھی، خوابوں کی دنیا میں رہتی ہیں ایسی لڑکیاں اور اس عمر کی لڑکیاں تو دادی کو اس کی سوچ پر حیرت ہوئی وہ صفیہ بیگم سے مخاطب ہوئیں۔

"اے صفیہ! اسے ذویا کو تو، تو کسی اسلامی اسکول یا اسلامی ٹی وی چینل میں بھرتی کروا دے یہ اپنی عمر سے زیادہ اسلامی ہو گی ہے بھئی۔"

''چھوڑیں اماں! آپ ڈرامہ دیکھیں۔'' صفیہ بیگم نے بات اڑائی، اسی وقت ڈور بیل بجی تو صفیہ نے ذویا سے کہا۔

''دیکھو کون ہے باہر دروازے پہ، جو بھی ہو ڈرائنگ روم میں بٹھانا یہاں مت لانا۔''

''ہاں یہاں لا کر شرمندہ تھوڑی ہونا ہے مجھے کوئی دیکھے گا تو کیا کہے گا کہ تین تین عورتیں گھر میں موجود ہیں اور گھر میں صفائی ستھرائی تک نہیں ہوتی ان سے۔'' ذویا نے تیزی اور تلخی سے کہا اور دروازہ کی طرف بڑھ گئی، صفیہ بیگم کھسیانی سی ہوئیں اور پھر اگلے ہی پل سر جھٹک کر ٹی وی ڈرامہ کی جانب متوجہ ہو گئیں۔

ذویا نے دروازہ کھولا تو سامنے برابر والی پڑوسن کی بارہ سالہ بچی رمشا ٹرے لئے کھڑی تھی، رمشا کو وہ ٹیوشن پڑھاتی تھی۔

''السلام علیکم باجی!'' رمشا نے اسے دیکھتے ہی سلام کیا۔

''وعلیکم السلام! رمشا کیسی ہو؟''

''ٹھیک ہوں ذویا باجی! یہ امی نے آپ کے لئے بریانی اور رائتہ بھیجا ہے۔'' رمشا نے ٹرے آگے بڑھا دی۔

''ارے واہ کتنی اچھی ہیں آپ کی امی ان کو میرا اسلام کہنا اور بہت بہت شکریہ کہنا۔'' ذویا نے خوش ہو کر مسکراتے ہوئے کہا اور ٹرے اس کے ہاتھوں سے لے لی۔

''ٹھیک ہے باجی! کہہ دوں گی۔''

''آؤ اندر آؤ نا۔''

''نہیں باجی! وہ منا دروازے میں تھا کہیں باہر نہ نکل آئے میں چلتی ہوں برتن شام کو لے لوں گی۔''

''ٹھیک ہے جیسے تمہاری مرضی، شکریہ۔''

''اللہ حافظ باجی!'' رمشا چلی گئی۔

''اللہ حافظ۔'' ذویا دروازہ بند کر کے ٹرے لئے سیدھی کچن میں چلی آئی، چمچ لے کر وہیں میز پر ٹرے رکھی اور بریانی کھانے لگی۔

''شکر الحمدللہ! واہ مالک تیری رحمت تو واقعی بہت بڑا اور بہت اچھا رازق ہے، بھوکوں کو کھانا کھلانے والا ہے، تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے پروردگار کے تو نے میری بھوک مٹانے کے لئے اتنے عمدہ رزق کا اہتمام فرمایا، بہت شکریہ اللہ جی! شکر الحمدللہ۔'' ذویا نے فرط مسرت وعقیدت سے تشکر سے نم لہجے میں با آواز بلند اور مزے لے لے کر بریانی کھانے لگی۔

☆☆☆

آج جب ذویا اسکول سے گھر لوٹی تو خلاف معمول گھر میں بہت خاموشی تھی اور گھر پہلے کی طرح خوب صاف ستھرا اور چمکتا ہوا دکھائی دے رہا تھا، صحن میں لگی الگنی پر دھلے ہوئے کپڑے سوکھ رہے تھے اور تو اور جب وہ فریش ہو کر کھانے کے خیال سے کچن جانے لگی تو یہ دیکھ کر حیرت سے اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں کہ ڈائننگ ٹیبل پر کھانا چنا ہوا تھا اور اسی کا انتظار ہو رہا تھا۔

''واہ بھئی آج یہ اہتمام کس لئے امی؟'' وہ پوچھے بنا رہ نہ سکی، ٹیبل پر چکن بریانی، کباب، سلاد، رائتہ اور سویٹ ڈش بھی موجود تھی، ذویا کو کیا نوید، ولید اور حمید اختر بھی آج تو اس اہتمام پر حیرت زدہ تھے۔

''ہاں اور یہ ٹی وی کیوں بند ہے آج؟'' حمید اختر نے پوچھا۔

''ٹی وی لاؤنج آج ویران ویران سا لگ رہا ہے کیوں امی، دادی کیا ہوا؟'' نوید نے شرارت سے پوچھا۔

''کہیں ٹی وی خراب تو نہیں ہو گیا؟'' ولید

نے خدشہ ظاہر کیا، دادی اور صفیہ بیگم خجالت سے ایک دوجے کو دیکھ رہی تھیں۔

''ہاں ابھی آج تو ہر چیز چمک رہی ہے اصل وجہ تو بتاؤ؟'' حمید اختر نے بیوی کی طرف شوخ نظروں سے دیکھا تو وہ سٹپٹا کر بولیں۔

''وجہ کیا ہوتی ہے وہ موئے کیبل والے کی ماں کا انتقال ہو گیا ہے جس کے سوگ میں اس نے تین دن کے لئے کیبل بند کر دی ہے۔''

''گویا یہ اہتمام صرف تین دن کا مہمان ہے۔'' حمید اختر نے مسکین سی شکل بنا کر کہا تو نوید بولا۔

''چار دن کی چاندنی پھر اندھیری رات۔''

''اللہ جنت نصیب کرے کیبل والے کی والدہ مرحومہ کو جن کی وفات کے طفیل آج گھر میں مہینوں بعد ہمیں تازہ اور مزیدار کھانا کھانے کو مل رہا ہے اور وہ بھی صحیح وقت پر، شکر الحمدللہ۔'' ذویا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں بھئی بیگم! ذویا ٹھیک کہہ رہی ہے جب سے کیبل لگوائی ہے کسی کے پاس آپس میں بات کرنے کا وقت ہی نہیں رہا، ہر کسی نے اپنا ٹائم باندھ رکھا ہے ٹی وی دیکھنے کا، گھر کی فکر، نہ کھانے پکانے کی، نہ پڑھائی کی اور تو اور نماز سے بھی گئے آپ لوگ رات بھر جاگنا اور دن چڑھے تک سونا کاہلی کی علامت ہے، برکت اٹھ جاتی ہے گھر سے، آپ لوگ رات رات بھر کیبل دیکھتے ہیں اور عین نماز فجر کے وقت سونے کے لئے لیٹ جاتے ہیں، جس وقت رزق تقسیم ہو رہا ہوتا ہے ہم سو رہے ہوتے ہیں اور پھر شکوہ بھی کرتے ہیں کہ ہماری دعائیں قبول نہیں ہو رہیں، کمائی میں برکت نہیں رہی، یہ ناچ گانا فلمیں وغیرہ دیکھنے کے لئے آپ لوگ رات بھر جاگتے ہیں، جانتے ہیں کیوں؟ کیونکہ یہ کانٹوں کا بستر ہے اور کانٹوں کے بستر پہ کبھی نیند نہیں آتی، عبادت، ذکر الٰہی اور تسبیح ومناجات میں سکون ملتا ہے نیند آنے لگتی ہے کیونکہ یہ پھولوں کا بستر ہے۔''

''اچھا اب آپ واعظ چھوڑیں کھانا شروع کریں ٹھنڈا ہو رہا ہے۔'' صفیہ بیگم نے اپنی خفت مٹانے کو ان کا دھیان بٹاتے ہوئے کہا تو وہ ہنستے ہوئے اپنی پلیٹ میں بریانی نکالنے لگے۔

''یہ ہم سب کا آپس میں مل بیٹھنا، ایک ساتھ کھانا کھانا، ایک دوسرے سے بات کرنا، اچھی بات کرنا، اچھی بات سننا ایک دوسرے سے اپنی بات کہنا، اپنا احوال کہنا یہی تو اصل خوشی ہے ایک فیملی کی، ایک گھر کے افراد کی، ہر چیز میں اعتدال ضروری ہے، میانہ روی سے سب کام سہل ہوتے چلے جاتے ہیں، کسی بھی چیز کی انتہا اور شدت پسندی ہمیشہ انتشار اور بگاڑ کا باعث بنتی ہیں اور وہ آپ خود تجربہ کر کے دیکھ چکی ہیں بیگم صاحبہ! ہر وقت ٹی وی دیکھتے رہنے سے گھر کی کیا حالت ہو رہی ہے، ہر کام التواء میں پڑا تھا، آج ٹی وی بند ہے تو کیسے سب کام بخوبی انجام پا گئے ہیں۔'' حمید اختر نے بریانی کھاتے ہوئے کہا۔

''حی علی الفلاح۔''

''آؤ بھلائی کی طرف۔''

''کتنا آسان ہے نا ابو اگر غور کیا جائے، سمجھا جائے تو۔'' ذویا نے حمید اختر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں بیٹا! بھلائی کے کام کرنا، بھلائی کی طرف آنا اور بھلائی کی طرف بلانا بھی نیکی ہے اور اللہ تعالیٰ تو ہمیں دن میں پانچ بار بلاتے ہیں، اذان کے ذریعے، پکارتے ہیں اس سیدھے سچے اور صحیح راستے کی طرف جس میں ہم سب کی نجات ہے، مجبوری میں گناہ چھوڑنا، برائی سے

منہ موڑنا الگ بات ہے، دل سے اور روح سے نیت اور ارادے سے برائی، گناہ اور غلط راستے کو چھوڑنا، ترک کرنا ہی اصل نیکی اور بھلائی ہے، جو انسان اللہ کے رستے پر چلا وہ یقیناً فلاح پا گیا، کسی انسان کے کہنے پر ہم نہیں چلتے وہ تو اللہ ہے ہمارا رب کیا ہم اس کی پکار پر بھی لبیک نہیں کہیں گے؟ وہ جو ہمیں دن اور رات کے مختلف اوقات میں بلاتا ہے ہمیں کہتا ہے کہ آؤ بھلائی کی طرف حی اعلیٰ الفلاح، حی اعلیٰ الفلاح۔"

☆☆☆

حمید اختر رسانیت سے بول رہے تھے اور سب خاموشی سے سن رہے تھے اور شرمندگی بھی محسوس کر رہے تھے کہ وہ کس راستے پر چل نکلے تھے، جہاں صرف وقتی سرور اور لمحاتی تسکین ملتی تھی، جہاں سب کچھ عارضی تھا، وہ اعلیٰ اور حقیقی خوشی، سرور اور سکون کی راہ کو چھوڑ کر اس مصنوعی راہ کو ترجیح دے رہے تھے، ایک غیر مسلم مالک کے چینلو کو اس کا کلچر کو دیکھ رہے تھے جو اپنے ہر پروگرام، ڈرامے اور ہر شو میں اپنے بھگوان کو دکھاتے ہیں، جو اپنے بتوں کے سامنے ہاتھ جوڑتے نظر آتے ہیں وہ اپنے ڈراموں میں اپنے مذہب کا پرچار کرتے نظر آتے ہیں، اپنے بھگوان، کالی ماتا، گنیش جی کے معجزات ان کی طاقت اور اثر دکھاتے ہیں اور ہم ایسے کمزور عقیدے کے لوگ ہیں کے بہت شوق سے بیٹھ کر یہ سب دیکھتے ہیں اور ان سب کے پیچھے اپنی نماز تک بھول جاتے ہیں، اپنے اہم کام تک نظر انداز کر دیتے ہیں، جب اذان کی پکار آتی ہے کہ "حی اعلیٰ الفلاح، حی اعلیٰ اصلاۃ"

"آؤ بھلائی کی طرف۔"

"آؤ نماز کی طرف۔"

"تو ہم برائی دیکھنے میں مگن ہوتے ہیں اپنے دین اور عقیدے کی نفی کیے، غیروں کے عقیدے اور پوجا پاٹ دیکھ رہے ہوتے ہیں، اپنی اصل بھول کر دوسروں کی نقل کرنے کی کوشش میں ہم آدھے تیتر آدھے بٹیر بن رہے ہیں، ایک مسلمان کا راستہ تو صرف اس کے اللہ کا راستہ ہے اور جسے اللہ خود بھلائی کے راستے پہ بلاتا ہے اس کی راہ میں خواہ کتنے بت، کتنے ہی رنگین راستے آئیں وہ انسان کبھی بھٹکتا نہیں ہے ہمیشہ بھلائی کے رستے پر ہی رہتا ہے، خواہ وہ کتنی ہی مشکلات میں گھر جائے، کتنی دور نکل جائے لوٹ کر اپنے اصل کی طرف ہی آتا ہے، اپنے رب کی طرف ہی آتا ہے کیونکہ وہ رب اسے ہر پل پکارتا ہے، ہر لمحہ اس سے کہتا ہے۔"

"حی اعلیٰ الفلاح۔"

"حی اعلیٰ الفلاح۔"

اور نوید، ولید، صفیہ بیگم اور دادی بھی بھلائی کے رستے پر واپس لوٹ آئے تھے، انہیں سمجھ آ گئی تھی کہ اعتدال اور میانہ روی زندگی میں توازن برقرار رکھتے ہیں اور اپنی اساس، اپنا اصل، اپنا عقیدہ بھول کر دوسروں کے نقش قدم پر چلنے یا دوسروں کے رسوم و رواج سے متاثر ہونا دراصل اپنی زندگی اور زندگی سے جڑے رشتوں کو متاثر کرتا ہے اور بھلائی صرف اللہ کے رستے پر چلنے میں ہے دوسروں کو بھلائی کی طرف بلانے میں ہے، ہم دوسروں سے کیوں متاثر ہوتے ہیں؟ ایسا طرز عمل کیوں نہیں اپناتے جس سے دوسرے ہمارے مذہب، عقیدے اور تہذیب سے متاثر ہوں؟

☆☆☆